اسی بنا پر شیطان کا سب سے زیادہ مہلک وار حقوق کے معاملے ہی میں ہوتا ہے۔ وہ خصوصی طور پر شوہر اور بیوی کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادایگی میں ٹانگ اڑا کر خوش ہوتا ہے۔ اسلام نے جتنا حق اولاد کی پیدایش کے بارے میں شوہر کو دیا ہے، اتنا ہی بیوی کو دیا ہے، حتیٰ کہ ایک حدیث میں یہ بات فرمائی گئی ہے کہ اگر شوہر اپنا مادہ بیوی کے جسم سے باہر خارج کرنا چاہتا ہو تو بیوی کی اجازت سے ایسا کرے۔ گویا یہ بیوی کا حق ہے، یہ محض شوہر کی مرضی کی بات نہیں ہے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اسلام عقدِ نکاح اور شادی کے بعد شوہر اور بیوی کو ایک اکائی میں پیوستہ خاندان سمجھتا ہے۔ اب وہ محض دو افراد نہیں ہیں بلکہ ایک متحد خاندان ہیں۔ اس لیے مقابلہ انفرادی حقوق میں نہیں ہوتا بلکہ اب خاندان کے حقوق کے پیش نظر ایک دوسرے کے ساتھ ایثار و قربانی، محبت و احترام اور لطف و عنایت کے ساتھ معاملات کیے جاتے ہیں۔ حقوق العباد سے نظری واقفیت اگر رویے اور طرزِ عمل میں تبدیلی پیدا نہ کرے تو ہمیں اپنے ایمان کا جائزہ لیتے ہوئے احتسابِ نفس اور استغفار کے ساتھ شعوری طور پر اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کی فکر کرنا چاہیے۔

آپ کا دوسرا سوال پہلے سوال ہی کا نتیجہ ہے۔ اولاً، اگر آپ کے سسر صاحب آپ کی معمر ساس کے ساتھ سختی کا رویہ اختیار کرتے ہیں تو ان کا یہ عمل قرآن و سنت کے منافی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو اپنے اہلِ خانہ سے محبت و احترام سے پیش آتا ہے وہ اعلیٰ کردار کا انسان ہے، اور پھر فرمایا کہ میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت کرتا ہوں۔

خودکشی کا تعلق تین امور کے ساتھ ہے، اولاً: ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قوت کا انکار کرتے ہوئے یہ سمجھنا کہ معاملے کا حل اس کے اپنے ہاتھ میں ہے، اور چونکہ وہ اپنی حد تک حصولِ مقصد میں ناکام ہو چکا ہے اس لیے مایوسی کی بنا پر خود کو ختم کرسکتا ہے۔ ثانیاً: ایک شخص کا یہ سمجھنا کہ اس کی جان اس کی اپنی پیدا کردہ ہے، وہ اس کا مالک ہے۔ اس کا جسم اس کی ملکیت ہے، وہ اسے جب چاہے کسی کے حوالے کردے یا خود ختم کردے۔ ثالثاً: اس کا یہ سمجھنا کہ اس کے ساتھ جو معاملہ درپیش آیا ہے وہ اتنا سنگین ہے کہ اس سے زیادہ اور کوئی سنگینی نہیں ہوسکتی اور یہ شدتِ احساس اسے اپنی جان کو ضائع کرنے کا حق دیتی ہے۔ اگر عقلی طور پر دیکھا جائے تو یہ تینوں بنیادیں غلط اور باطل

ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت ایک سکتے میں آئے ہوئے شخص ہی کو نہیں بلکہ اگر وہ چاہے تو ایک مُردے کو بھی زندہ کرسکتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں قرآن کریم اس کی شہادت فراہم کرتا ہے۔ اس بنا پر قرآن وسنت خودکشی کو حرام قرار دیتے ہیں۔ کسی بھی جان کا الا بالحق ضائع کرنا قرآن وسنت کی رو سے حرام ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا تذکرہ ہمیں بتاتا ہے کہ شدید ترین تکلیف میں بھی صبرجمیل ہی اسلام ہے۔

اگر کسی کو اس دنیا میں تکالیف اور ہر قدم پر طعن وتشنیع کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ہر ہر تکلیف کے بدلے میں اللہ نے اپنے بندے سے ۱۰ سے ۷۰ گنا زیادہ اجر کا وعدہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں کیا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ قابلِ غور بات ہمارے معاشرے میں بظاہر دین دار شوہروں کا غیراسلامی رویہ ہے جس میں وہ اسلام کے نام پر بیویوں کو اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل پر مجبور کرتے ہیں۔

یہ خواتین کے اسلامی حقوق کی کھلی پامالی ہے۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی خلاف ورزی ہے۔ یہ قرآن کے دیے ہوئے صالح نظام خاندان ومعاشرے سے بغاوت ہے۔ ہم ہمیشہ خواتین کو صبر کی تلقین کرتے ہیں لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ مرد اپنے رویے اور طرزِعمل کو قرآن وسنت کے علم کی بنا پر، محض سنی سنائی کہانیوں کی بنا پر نہیں، درست کریں اور بیویوں کے حقوق کی پامالی سے بچ کر اپنے آپ کو آخرت کی سخت جواب دہی سے بچائیں۔ عائلی معاملات میں مردوں کی تعلیم خواتین کو نصیحت سے کم اہم نہیں ہے جسے ہم نے مکمل طور پر فراموش کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے شوہر کو توفیق دے کہ وہ اپنی زیادتی پر شرمندہ ہوکر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں اور اللہ کے رسولؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیوی اور بیٹیوں کو وہ مقامِ احترام دیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملِ مبارک تھا۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

اجتماعی شب بیداری یا بدعت: ایک وضاحت

س: 'رسائل ومسائل' (اگست ۲۰۰۷ء) میں اجتماعی شب بیداری کو بدعت بلکہ مکروہ کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس کی علّت یہ بیان کی گئی ہے کہ کسی بھی عبادت کو جو انفرادی طور پر مطلوب ہو، ازخود بلادلیل اجتماعی شکل دینا اور قرین ثواب سمجھنا بدعت ہے، لیکن ایسی

بدعت جو عبادت کی انفرادی شکل کو اجتماعی شکل دے مکروہ کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا اجتماعی شب بیداری مکروہ شمار ہوگی۔ اجتماعی شب بیداری جس میں فہم قرآن، سماعت قرآن اور درس قرآن و حدیث ہوتا ہے، کسی بھی طرح انفرادی طور پر نہیں کی جاسکتی۔ پھر مولانا نے اپنی علّت کی کوئی سند بھی تحریر نہیں فرمائی۔

اجتماعی شب بیداری تعلیم و تربیت کا ایک اہم ذریعہ ہے جسے عصرِ حاضر کی اسلامی تحریکوں نے اپنا کر ہزاروں افراد کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا ہے۔ میرے خیال میں کسی ایسی راے سے اجتناب کیا جائے جو دعوت کی راہ میں رکاوٹ بن جائے۔ ہمیں ان تمام اقدامات کی حمایت کرنا چاہیے جن سے خیر کا پہلو نکلتا ہو، جو دعوت کے فروغ کا باعث بنیں۔ رات بھر کیبلز دیکھنے کے بجاے اگر اجتماعی طور پر کسی سورہ کا ترجمہ پڑھ لیا جائے تو اس سے بدعت کا پہلو نہیں نکلتا۔ اگر اجتماعی تہجد میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور قبروں پر جانا اسوۂ رسولؐ ہے تو درس قرآن و حدیث کو بدعت یا مکروہ قرار دینا کسی طور پر بھی موزوں نہیں ہے۔ اگر بیان شدہ علّت کو درست تسلیم کرلیا جائے تو اسلامی تحریکوں کے دعوت و تبلیغ کے تمام طریقے مکروہ و بدعت قرار پائیں گے۔

ج: اسلامی تحریک کی اجتماعی شب بیداری تعلیم و تربیت کی نوعیت رکھتی ہے اور تعلیم و تربیت کے لیے اجتماع کی تاریخ مقرر کرنا اور اس کو پروگرام کے مطابق عملی جامہ پہنانا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے۔ اس کے متعلق سوال نہیں کیا گیا تھا اور نہ اس کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال قبرستان میں ایک مخصوص رات کو جانے اور قبروں سے لپٹ کر رونے اور اس اجتماعی عمل کو ثواب سمجھنے کے متعلق ہے۔ اگر اسے ثواب نہ سمجھا جائے، انفرادی عبادت اور اجتماعی کو یکساں سمجھا جائے، اور کوئی مکروہ اعمال بھی نہ کیے جائیں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا ہے۔

آپ نے جس صورت کا سوال میں ذکر کیا ہے اور اسلامی تحریک کی جو شب بیداریاں ہیں وہ انتظامی اور تربیتی نوعیت کی ہیں۔ ان کو دینی ضرورت سمجھا جاتا ہے، اور اسی لیے وہ بدعت نہیں ہیں۔ لوگوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام مسلمانوں کی صواب دید پر ہے۔ اس کے لیے اگر وہ کوئی انتظام کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی آزادی اور اختیار کو استعمال کرتے ہیں۔ لیکن مختلف جائز